تلخیص

مقالہ نگار: خالد حسن

نگراں

پروفیسر شہپر رسول

موضوع: اردو سفرناموں کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۸۰ کے بعد

شعبہ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ

اصنافِ ادب میں سفر نامہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ سیاحوں نے سفر کے وسیلے سے بہت سی چیزوں کی تحقیق وتفتیش کی ہے۔ بعض سیاحوں نے نئی نئی آبادیوں کو تلاش کیا پھر ان کی بیش قیمت معلومات سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ ابتدا میں سیاحوں نے اپنی معلومات کو ڈائری یا خطوط کی شکل میں قلم بند کیا اور ان یکجا کی ہوئی معلومات کے ذریعے اپنے مشاہدات کی روشنی میں تمام احوال سے قارئین کو باخبر کیا۔ یہی چیزیں سفر نامہ تحریر کرنے میں معاون ثابت ہوئیں۔ اردو ادب میں صنفِ سفر نامہ مغرب کی دین ہے۔ یوروپی سیاح ہیروڈوٹس (Herodots) اولین سیاح ہے جس نے سفرنامۂ ہند (Indica) تحریر کیا۔ مغرب سے ہی یہ روایت اردو ادب میں آئی ہے۔ اردو ادب میں سب سے پہلے مسلّم سفر نامہ نگار یوسف خاں کمبل پوش ہیں، ان کا پہلا سفر نامہ اردو کا اوّلین سفر نامہ تصور کیا جاتا ہے جو ''عجائبات فرنگ'' کے نام سے معروف ہے۔ اردو سفر نامہ نے تقریباً ڈیڑھ صدی کا سفر طے کر لیا ہے اور آج بھی اپنے صنفی استحکام اور تاریخی ارتقا کی جانب بتدریج گامزن ہے۔

میرے مقالے کا عنوان ''اردو سفرناموں کا تنقیدی مطالعہ'' ہے۔ یہ جائزہ ۱۹۸۰ کے بعد کے سفرناموں کی تاریخ وتہذیب پر مشتمل ہے، لہٰذا موضوع کی مناسبت اور اس پر کام کے امکانات وگنجائش کے پیش نظر اسے پانچ ابواب پر منقسم کیا گیا ہے۔

پہلا باب ''سفرنامے کا فن'' ہے۔ اس میں سفرنامے کے معنی ومفہوم کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ نیز سفر نامہ کی تعریف وتوضیح کا مدلل اور مفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ علمائے ادب اور ناقدین فن کے زاویے اور سیاحوں کے سفرناموں کو بغور دیکھنے کے بعد ان کی روشنی میں سفر نامہ کے فن پر بحث کی گئی ہے۔ سفر نامہ کی ہیئت اور تکنیک کی وضاحت کی گئی ہے کہ سفر نامہ کس طرح دیگر اصناف سے مختلف ہے اور قارئین کی دل چسپی کا باعث ہے۔

دوسرا باب ''سفرنامے کی روایت'' پر مبنی ہے۔ یہ باب اس لیے اہم ہے کہ روایت سے واقفیت ہی حال اور مستقبل کے اوصاف وامتیازات کی پرکھ کی ضامن ہے۔ اس باب میں سفر نامہ کے آغاز وارتقا پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ قدیم سیاح اور ان کے سفرناموں کی روشنی میں سفرنامے کی روایت کو بیان کیا گیا ہے۔ سفر نامہ کی روایت میں ابن بطوطہ، جن کے نام سے ہی خاص وعام کے دل ودماغ پر سفر نامہ کا تصور چھا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ سفر نامہ کی روایت کو قائم کرنے میں مارکو پولو، میگستھنیز، البیرونی، فاہیان، ہونگ سانگ اور ابن جبیر وغیرہ جیسی شخصیات بے حد اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کے سفری احوال پر بحث ومباحثہ کی روشنی میں سفر نامہ کو پرکھا گیا۔ انہیں سفر نامہ نگاروں کے سفرناموں کے ذریعے دراصل صنف سفر نامہ کی بنیاد وجود میں آئی ہے۔

تیسرے باب کا عنوان ''اردو کے ابتدائی سفرنامے'' ہے۔ اس باب کے ذریعے تمام تغیرات وتبدل سے شناسائی مقصود ہے لہٰذا اس میں تقریباً ایک پوری صدی کے سفرناموں میں پائی جانے والی روایت اور تبدیلیوں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اردو کے اولین سفرنامے کی شناخت مختلف ادیبوں کے ذریعے قائم کی گئی ہے اور دلائل کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے۔ ابتدائی دور کے زیادہ تر سفرنامے تاریخ وجغرافیہ کے زیر اثر تحریر ہوئے اور ان کے تحریر کرنے میں کوئی نہ کوئی ضروری مقصد کارفرما رہا ہے۔ اس دور کے کئی دانشوروں نے قوم کی فلاح وبہبود کے لیے سفر کیا اور قوم کے روشن مستقبل کے لیے اپنی انتھک کوششیں صرف کیں۔ جن میں خاص طور پر سرسید احمد خاں، علامہ شبلی نعمانی، مولانا محمد حسین آزاد اور سید سلیمان ندوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے اپنے سفرناموں کو محض لوگوں کی دل چسپی کے لیے تحریر نہیں کیا بلکہ قوم کی سربلندی اور اس کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے اپنے سفرناموں کو علمی، ادبی، سیاسی، سماجی اور معاشرتی حالات کو معلوماتی انداز میں تحریر کرکے عوام کی رہنمائی کی۔ اس

کے علاوہ ابتدائی دور کے زیادہ تر سفرنامے یوروپ اور مشرقِ وسطیٰ کے سفر پر مبنی ہیں۔ان سیاحوں کا مقصد تھا کہ یوروپ اور مشرق وسطیٰ جو اس وقت تہذیبی، علمی اور معاشرتی دنیا کے بڑے مرکز تھے ان کی راہ پر چل کر اہلِ وطن بھی اپنے آپ کو تاریکی سے نکال کر ترقی کی جانب پیش قدمی کر سکیں۔اس دور کے سفرناموں کو اگر نہ سمجھا جائے تو جدید سفرناموں کو بھی سمجھنا مشکل ہے۔

طویل عرصہ سے پوری دنیا پر طاقتور حکمرانوں کا قبضہ تھا اور کمزور ممالک ان کے جبر وظلم نیز استحصال کے شکار تھے۔مگر بیسویں صدی کے آغاز سے ہی سیاسی تحریکیں وجود میں آنے لگیں اور سیاسی طور پر حالات انتہائی سنگین ہو گئے حتیٰ کہ دونوں عالمی جنگیں بھی اسی دور میں واقع ہوئیں جو لاکھوں لوگوں کو لقمہء اجل بنا گئیں۔اگر چہ تباہی کے بعد حالات میں تبدیلی آئی مگر اس دور کے سفرناموں پر اس کا اثر صاف دکھائی دیتا ہے۔سفرنامہ نگاروں نے اپنے سفرنامے اس دور کے زیرِ اثر تحریر کیے۔مشرقِ وسطیٰ اور یوروپ کے حالات پورے طور پر تبدیل ہو گئے، متعدد نئے ممالک وجود میں آئے اور حالات نے بھی کروٹ بدلی۔سفرنامہ نگاروں کے لیے نئی زمین اور نئے طور طریقے سامنے آئے۔

چوتھا باب ہے ''آزادی کے بعد اردو سفرناموں کا تنقیدی جائزہ'' یہ باب ۱۹۴۷ کے بعد سفرناموں کے موضوعات واسالیب اور مزاج وآہنگ اور اس کے ارتقائی سفر کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔تقسیم کے بعد لکھے جانے والے زیادہ تر سفرنامے ماضی کے حالات سے متاثر تھے۔زیادہ تر ادیبوں اور سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں اپنے ماضی کے حالاتِ زندگی کو بیان ہی نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کے ابتدائی اور بچپن کے حالات کو پیش کیا ہے۔تقسیم کے بعد ہندو پاک دونوں طرف کے ادیبوں نے اپنے سفرناموں کو دونوں ممالک کے بدلتے حالات کے پس منظر میں تحریر کیا۔اس دور میں سفری سہولیات مزید بڑھیں تو سفرناموں کی تصانیف میں بھی مزید اضافہ ہوا۔

اردو سفرنامہ نے دیگر اصنافِ نثر سے حسبِ ضرورت استفادہ کیا اور اپنی صنفی وادبی حیثیت کو مستحکم کیا، جو اردو زبان کے فروغ کا باعث بنی نیز اسی دور کے سفرناموں میں قوتِ متخیلہ اور مشاہدات میں گہرائی پیدا ہوئی۔تخلیقی طور پر سفرنامے وجود میں آئے۔یہ دور قدیم اور جدید دونوں کے مابین فرق کو واضح کرتا ہے۔اس دور کے سفرنامے ماضی اور مستقبل کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اگر چہ اس دور میں انٹرنیٹ جیسی سہولت دستیاب ہے، مگر سفرناموں کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔جس کی خاص وجہ سفرنامہ نگار کی قوت مشاہدات اور تجربات کا دخل ہے جو سفر کے ذریعے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔اس دور کے سفرناموں پر ملک کی تقسیم کا بھی اثر نمایاں ہے جو ہندو پاک دونوں ممالک کے سفرنامہ نگاروں کے تاثرات سے ظاہر ہے۔

پانچواں باب ''اردو سفرنامہ ۱۹۸۰ کے بعد کے سفرناموں کا تنقیدی وتحقیقی مطالعہ'' ہے۔یہ مقالہ کا اصل موضوع ہے۔اس باب میں دورِ حاضر کے مستند ادیبوں اور سیاحوں کے سفرناموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ظاہر ہے قدیم زمانے کی صنفِ ادب کی تاریخ وروایت پر کام کی نوعیت مناسب ہے مگر دورِ جدید کے تناظر میں حالات ناگفتہ بہ ہیں لہٰذا عصرِ حاضر کے سفرناموں کے تجزیے اور تعبیر وتشریح کے لیے خاکسار کو خصوصی توجہ اور محنت صرف کرنی پڑی۔اس باب میں آپ محسوس کریں گے کہ دورِ حاضر کا سفرنامہ کس تزک واحتشام اور فن کے ساتھ تاریخی وتہذیبی پیکر اختیار کر گیا ہے۔اس دور کے سفرناموں میں پائی جانے والی خصوصیات کو بھی قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی نیز زبان واسلوب کے حوالہ سے تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔جدید دور کے زیادہ تر سفرناموں میں سیاح یا سفرنامہ نگار اپنی ذات کو بھی شامل کر لیتا ہے لیکن یہ آج کے سفرناموں کی ایک بڑی خامی ہے جبکہ گذشتہ دور کے سیاح یا سفرنامہ نگار غیر جانب داری اختیار کرتے تھے اور اپنی ذات کو سفرنامہ سے الگ رکھتے تھے۔مگر موجودہ دور کے سفرنامہ نگاروں نے اپنی تحریروں میں ایسی جاذبیت پیدا کی ہے جس سے سفرناموں کو نئی راہیں فراہم ہوئی ہیں نیز جدید دور میں سفرناموں پر فکشن کا اثر بھی نمایاں نظر آتا ہے۔کچھ ادیبوں نے اپنے خاص میدان کے اثر کو بھی اس میں سمونے کی پوری کوشش کی ہے۔اس دور کے کچھ سیاحوں یا سفرنامہ نگاروں نے سفرنامہ کو ایک نئی جہت عطا کی ہے جو سفرنامہ کا حصہ ہی نہیں بنی بلکہ اس سے سفرناموں میں مزید دلچسپی اور دلکشی پیدا ہوئی۔اس کے علاوہ کچھ سفرنامہ نگاروں نے اپنی تحریروں میں تخلیقیت پیدا کر کے قاری کی دل چسپی میں اضافہ کیا ہے۔اس دور میں کچھ سیاح یا ادیب ایسے بھی سامنے آئے جن کی شناخت محض صنفِ سفرنامہ سے ہی ہوئی ہے انھوں نے اس صنف کو سنوارنے میں اپنی تحریروں میں وہ فن پیدا کیا جو قارئین کی توجہ کا مرکز بنی۔